خطاب: جانشینِ امیر شریعت، امام اہلِ سنت سید ابومعاویہ ابوذر بخاری قدس سرہٗ
ضبطِ تحریر و ترتیب: ڈاکٹر عبدالقہار قاسمی (لاہور)

سازشِ قتلِ حسینؓ، پس منظر، پیش منظر

”آپ پڑھیے ابنِ کثیر، ابنِ جریر کو! آپ کی آنکھیں کھلیں گی، میں ایسے نہیں کہہ رہا، میں نے ۱۹۴۸ء سے لے کر ۱۹۶۲ء تک نہ شہادتِ حسین بیان کی ہے، نہ حضرت علیؓ اور حسنؓ و حسینؓ کی مکمل سیرت بیان کی ہے۔ جب تک پڑھ نہیں لیا' زبان نہیں کھولی۔ اب بھی دعویٰ نہیں کہ جو میں سمجھا ہوں سب کچھ صحیح ہے لیکن یہ ضرور کہہ سکتا ہوں میں طالب علم ہوں اس موضوع کا' الحمدللہ! ہر آدمی مجھے اس مسئلے میں نہ روک سکتا ہے، نہ خاموش کرا سکتا ہے، نہ میں ہر ایک آدمی کو حجت سمجھتا ہوں۔ جس کا جی چاہے بات کرلے۔ تقریباً اٹھارہ برس میں نے صرف اس موضوع کو پڑھنے اور سمجھنے میں گزارے ہیں۔ شہادت حسینؓ میری سمجھ میں نہیں آتی تھی کہ صحابہؓ موجود ہیں اور حسینؓ کیوں ذبح ہوگئے؟۔ صحابہ موجود ہیں عثمانؓ کیسے قتل ہو گئے؟ گھر میں لٹا کر بکرے کی طرح ذبح کر دیا گیا اور یہ نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کوئی مدد نہیں! ایک آدمی پاس نہیں پھٹکا۔ اس پر اگر غور نہیں کریں گے تو سمجھ میں کیسے آئے گا؟ پس منظر سمجھنے کے لیے بڑی دور جانا پڑا۔ جنگِ جمل اور صفّین، قتلِ عثمانؓ، خلافتِ علیؓ کو سمجھا تو قتلِ عثمانؓ و حسینؓ خود بخود سمجھ میں آگئے۔ اب بھی کہتا ہوں کہ قتلِ حسینؓ کو سمجھنا ہے تو قتلِ عثمانؓ کو سمجھو اور اگر قتلِ عثمانؓ کو سمجھنا ہے تو ابولولو فیروز، ایرانی بدمعاش، اور مجوسی لفنگا جس نے پناہ کے نام پر مسجدِ نبوی کے پڑوس میں سازش کا مرکز بنایا، جس نے ہرمزان کو ساتھ ملایا، جفینہ کو ساتھ ملایا، سازشی ٹولہ اکٹھا ہوا۔ حضرت علیؓ و عباسؓ کے کہنے پر فاروقِ اعظمؓ نے ان کو مدینے میں پناہ دی تھی۔ انہوں نے اس پناہ سے ناجائز فائدہ اٹھایا۔ یہ سیاسی جرائم پیشہ ٹولہ تھا۔ اس نے وہی کچھ کیا جو ایران کے مجوسیوں کو کرنا چاہیے تھا۔ سازش ہوئی، دودھارے نوکیلے خنجر سے عمرؓ کی انتڑیاں کٹیں، زخم مندمل نہ ہوسکا اور تیسرے دن انتقال ہوگیا۔ وہی سازش بڑھی، ابنِ سباء کے روپ میں آئی، عثمانؓ کی گردن اتری۔ فتنہ ختم نہیں ہوا۔ وہ سازش مزید آگے بڑھی۔ علیؓ کے سر مبارک پر، معاویہؓ کے کولہے پر اور خارجہ بن حذیفہؓ کی گردن پر ایک ہی رات میں سحر کے وقت تلوار پڑی۔ علیؓ و خارجہؓ شہید ہوگئے معاویہؓ بچ گئے۔ یہی تلوار آگے چلی، اسی میں حسنؓ کو معزول ہونا پڑا۔ یہی سازش آگے بڑھی' حسینؓ اور ان کے بچوں کے لاشے کربلا کے میدان میں تڑپے ہیں۔ سازش یہود اور مجوس کی ہے، صحابہؓ کا اس میں کوئی قصور نہیں۔ جب تک سازش کی ابتدا سے نہیں چلو گے' سراغ نہیں ملے گا کہ حسینؓ کیوں ذبح ہو

گئے؟ مذاق ہے کوئی؟ حد ہوگئی، پوچھنے والا کوئی نہیں! ہم بھی سوچتے ہیں آخر۔ ہمارے باپ کو جیل میں روٹیاں پہنچانے والے موجود تھے، حسینؓ کو پانی کا گلاس دینے والا کوئی نہیں تھا؟''

اقتباسِ خطاب: سالانہ جلسہ جامعہ رشیدیہ ساہی وال

زیرِ صدارت: شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ رائے پوری قدس سرہٗ

۲۵/دسمبر ۱۹۸۲ء

ایک مرتبہ ۱۹۸۲ء میں ملتان میں خطبہ جمعہ کے موقع پر فرمایا!

تاریخ تو چلی ہے صحابہ کرامؓ کے وجود سے، میلی کیسے ہوگئی؟ ان کا دامن پاک ہے لہٰذا تاریخ گندی نہیں ہوسکتی اور اگر گندگی آئی ہے تو اُن میں نہیں تھی، کسی شیطان نے گندگی ڈالی ہے۔ اُن شیطانوں کا نام میں ہمیشہ بتاتا ہوں، یہ یاد رکھنا۔ میں خدانخواستہ کسی تکبر کی بنا پر دعویٰ نہیں کرتا۔ طبیعت، فطرت، مزاج، معمول اور مسلک کی بنا پر کہتا ہوں کہ میری طرح تمہیں یہ فہرستیں کوئی نہیں سنائے گا۔ علماء کی کمی نہیں، خطیبوں کی کمی نہیں، فصیحوں بلیغوں کی کمی نہیں لیکن مزاج کی کمی تو ہوسکتی ہے۔ طبیعت کا خوف تو ہوسکتا ہے۔ کیا کمی ہے بولنے والوں کی؟ لیکن ۱۹۶۲ء سے جب مجھ فقیر اور گنہگار نے حضرت امیرِ معاویہؓ کے یومِ وفات پر بیان کرنا شروع کیا تو کہاں تھے وہ فصیح و بلیغ؟ کہاں تھے بیان کرنے والے؟ یہ صاحبِ سجّادہ و مسجد کہاں تھے؟ یہ منبر و محراب کے وارث کہاں تھے؟ نہ دیوبندی بولتا تھا، نہ کوئی بریلوی، نہ کوئی اہلِ حدیث۔ سب منہ میں گھنگھنیاں ڈال کے بیٹھے ہوئے تھے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ کئی کروڑ گالیاں میں نے کھائیں' ماں بہن کی۔ صرف ملتان کے رافضیوں نے جتنی گالیاں مجھے بکی ہیں۔ میرے خیال میں دنیا کے کسی بہت بڑے خوش نصیب کو اتنی گالیاں نہیں پڑی ہوں گی۔ میں ہی وہ خوش نصیب ہوں جسے ایک صحابی کا نام لینے پر کروڑوں گالیاں پڑیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ چوری، ڈکیتی اور بدمعاشی کے جرم میں گالیاں نہیں کھائیں بلکہ وہ گالیاں صرف ایک صحابیؓ کا نام لینے پر کھائیں۔ میرے مکان کو آگ لگی، فائرنگ ہوئی، ۹ چوریاں ہوئیں، میرے ساتھیوں کو زمین پر سر پکڑ پکڑ کر رگڑا گیا۔ وہ نوجوان زندہ ہیں جنہوں نے دفاعِ معاویہؓ کے نام پر ماریں کھائی ہیں، جیلوں میں گئے۔ میں خود جیل میں گیا۔ کون سا ظلم ہے جو نہیں ہوا؟ لیکن ۶۲ء سے ۸۲ء ہے۔ کتنے سال ہوگئے؟ آج ملک میں چل پھر کے دیکھو اور مجھے بتاؤ معاویہؓ کا نام ملک میں لیا جارہا ہے کہ نہیں؟ یہ نام لیا جاتا رہے گا۔ جب تک اس راستے میں گالیاں نہیں کھاؤ گے، مار نہیں کھاؤ گے، ڈکیتوں چوروں کی زد میں نہیں آؤ گے، کسی حق کو تم اونچا نہیں کرسکتے۔ ایک مسواک کی سنت زندہ کرنے کے لیے بھی کسی جاہل سے جب تک گالیاں نہیں سنو گے تو مسواک کی سنت تازہ نہیں کرسکتے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کے کارناموں کو بیان کرنے کا حق کون ادا کرسکتا ہے؟ یہ فخر و تکبر سے نہیں کہتا' اللہ کے شکر کے طور پر کہتا ہوں اگر اللہ نے مجھ سے یہ کام لیا تو میرا اس میں کیا کمال ہے؟ یہ تو اس کا کرم ہے کہ مجھ ناچیز سے کام

لے لیا۔ بڑے بڑے بزرگ موجود تھے۔ میرے گھر پر شکایتیں آئیں۔ ماں تک شکایتیں پہنچائی گئیں۔ میرے بہنوئی بہن کو کہا گیا۔ میرے استاد حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ کے پاس اپنے دیوبندیوں کا وفد شکایت لے کر پہنچا۔ انہوں نے مجھے یاد فرمایا۔ میں نے سوچا کوئی مسئلے کی بات ہوگی۔ میں کوئی مسئلہ غلط بیان کر بیٹھا ہوں گا۔ وہ تو فقیہ تھے۔ میں پہنچا تو نیم مسکرا کر فرمانے لگے کہ شاہ جی آگئے! میں نے کہا جی حاضر ہوں۔ کہنے لگے بھائی، وہ کچھ لوگ میرے پاس آئے تھے۔ ہائے! ایسے استاد کہاں سے لائیں؟ جیسے بھائی بھائی سے گفتگو کرتا ہے۔ وہ تو مجھے جوتا بھی مار کر کچھ حکم دیتے تو ان کا حق تھا۔ استاد اور پیرومرشد کا بڑا درجہ ہے ماں باپ کے بعد۔ تو خیر اپنوں کے وفد نے کہا کہ حضرت وہ بخاری کا بیٹا بڑا بگڑا ہوا ہے۔ آپ کا شاگرد ہے، بہت تیز ہو گیا ہے، امیر معاویہؓ کا ڈے بھی منالیا۔ کھڑا ہو کر یزید کا نام بھی لیتا ہے، اس کو ذرا لگام دیجیے۔ گویا یزید کا نام لینے سے ان کا وضو ٹوٹا ہوگا۔ الحمد للہ ہماری تو کبھی نیت بھی خراب نہیں ہوئی۔ وضو کیا ٹوٹے گا۔ ہاں جی! نام لینے سے کیا فرق پڑتا ہے، بھئی تم روز کنجریوں کے نام لیتے ہو تمہیں کوئی تکلیف نہیں ہوتی، تم روز بھڑووں، ڈومنوں، دلالوں، ڈوم ڈھاڑیوں کا، قوالوں کا، ایکٹروں کا، ایکٹرسوں کا نام لیتے ہو جو بدکاری میں لتھڑے ہوتے ہیں تو تمہیں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں صحابیؓ کے ایک بیٹے کا جو گنہ گار بھی تھا، مسلمان بھی تھا، کلمہ گو بھی تھا، اس کی کچھ غلطیاں بھی ہیں، اس کی کچھ اچھائیاں بھی ہیں' اگر میں نے نام لے لیا تو کون سا عرش کا کنارا ہل گیا۔ کچھ بھی نہیں ہوا۔ ہوّا ہے ہوّا، رافضیوں کا قائم کیا ہوا، ہوّا اور رافضیوں کا پھیلایا ہوا وہ جال جس میں غافل و بے پرواسنّی، ایمان کے بارے میں انتہا درجے کا سست اور اپنے انجام سے بالکل بے خبر سنّی، اپنے دشمن سے بے خبر سنّی اس جال میں پھنسا ہوا ہے۔ نہ اس کو دوست کی تمیز ہے نہ دشمن کی خبر۔ مجھے فرمانے لگے کہ بھائی، کچھ لوگ میرے پاس آئے تھے۔ میں نے کہا جی حکم۔ فرمایا کہ وہ یہ کہتے تھے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور یزید کا نام لیتا ہے۔ میں نے کہا کہ جی پھر آپ نے کیا فرمایا؟ ہائے! اُن کو معلوم تھا کہ میں نے کوئی غلط مسئلہ بیان نہیں کیا۔ کیونکہ جب میں بولتا تھا تو حضرت کے شاگرد، میرے استاد بھائی اور جو بعد میں آنے والے ہیں اُن کے سامنے دانستہ کھل کر مسئلہ بیان کرتا تھا اور کہتا تھا کہ بھائی! حضرت استاد کو بتا دینا کہ آج اس نے یہ کہا ہے۔ اگر غلط ہے تو اصلاح فرما دیں تاکہ اس کو بیان کر دوں کہ غلط ہے۔ استاد زندہ ہو تو اپنا علم اس کے سامنے پیش کرنا چاہیے تاکہ وہ سمجھے کہ غلط ہے یا صحیح، تو میں نے فوراً کہا کہ حضرت ایک گزارش کروں؟ فرمایا' ہاں کہو بھائی۔ میں نے کہا کہ آپ کے سامنے میں پہلے بھی نالائق تھا، اب بھی نالائق ہوں۔ آپ کے نالائق ترین شاگردوں میں کہلانے کے قابل بھی نہیں۔ یہ فرمائیں کہ آپ کو اب تک ایسی اطلاع ملی ہے کہ میں نے کوئی غلط مسئلہ بیان کیا ہے؟ فرمایا کہ الحمد للہ ایسا تو اب تک نہیں ہوا۔ میں نے کہا کہ جی بس ''میری پگ گئی'' (میں سرخرو ہو گیا)۔ مطلب واضح تھا کہ مسئلہ غلط نہیں ہے۔ باقی مصلحت اور چیز ہے مسئلہ اور چیز ہے۔ اگر میں غلط ہوتا تو وہ مجھے فرماتے کہ دیکھو بھائی، تم نے یزید کے بارے میں کیا کہہ دیا؟ حضرت حسین رضی اللہ کے متعلق کیا کہہ دیا؟ الحمد للہ، اللہ نے نہ مرشد کے سامنے شرمندہ کیا، نہ استاد کے سامنے، نہ باپ کے سامنے، نہ اب جو علماء ہیں ان کے سامنے اور اللہ قیامت

کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھی شرمندہ نہیں کرے گا، اللہ علیؓ اور حسنؓ وحسینؓ کے سامنے بھی شرمندہ نہ کرے اور ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ کے سامنے بھی شرمندہ نہ کرے، امیرِ معاویہؓ کے سامنے بھی شرمندہ نہ کرے۔ سن لو! اگلے سال پھر پتہ نہیں زندگی بھی ہے کہ نہیں، ہمیں یزید کی فکر نہیں۔ ہمیں تو امیرِ معاویہؓ کی فکر ہے۔ یزید صحابی نہیں ہے، ہمیں اس کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس لیے "نَحنُ لا نُحِبُّہ وَ لا نَسُبُّہ" "ہم اس سے عشق کرتے ہیں نہ گالیاں دیتے ہیں۔ مسلمان حاکموں میں سے ایک حاکم تھا، بہت سے اچھے کام بھی اس نے کیے، غلط کام بھی کیے۔ انسان جو تھا' معصوم نہیں تھا اور صحابی بھی نہیں تھا۔ ہم پر اس کا اتنا ڈیفنس تو جائز ہوگا جس میں صحابی کی توہین نہ ہوتی ہو اور اگر صحابی پر حرف آتا ہو تو پھر ہم ڈیفنس نہیں کرسکتے پھر معاملہ اللہ کے اختیار میں ہے۔ صحابہؓ کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمیں حکم ہے کہ ان کی فکر کرو، ان کا دفاع کرو۔ اگر ہم صحابہ رضی اللہ عنہم کا دفاع کریں گے تو خدا کی رحمت قیامت کے دن ہمارا دفاع کرے گی۔

(اقتباس خطاب جمعہ، جامع مسجد معاویہ، ملتان ۱۹۸۲ء)

☆☆☆

شاہ ست غنی۔ بادشاہ ست غنی (رضی اللہ عنہ)

سر دادنہ داد دست در دست یہود

برفلک عدل مہرو ماہ ست غنی
شاہ ست غنی بادشاہ ست غنی
چوں جامع مصحف الٰہ ست غنی
دین است غنی دیں پناہ ست غنی
ہم زلف علی و خالوئے حسنین
فردوسِ دل و خلدِ نگاہ ست غنی
صدیق وعمر بہرِ دیں سقف وعماد
باب است علی شہر پناہ ست غنی
سرداد نہ داد دست در دست یہود
حقا! کہ نشانِ لا الٰہ ست غنی